طالب محسن

خدا کے بارے میں سوال

(مشکوٰۃ المصابیح، حدیث:۷۵۔۷۶)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وعن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال : لا يزال الناس يتساء لون حتی يقال : هذا خلق اللّٰه الخلق ، فمن خلق اللّٰه ؟ فاذا قالوا ذلك فقولوا : اللّٰه أحد ، اللّٰه الصمد، لم يلد و لم يولد ، ولم يكن له كفوا أحد ، ثم ليتفل عن يساره ثلاثا ، و ليستعذ باللّٰه من الشيطان الرجيم۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا: اس مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے، (پھر) اللہ تعالیٰ کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ جب وہ یہ کہیں تو اس کے جواب میں کہو: اللہ ایک ہے، اللہ سب کا سہارا ہے، نہ اس کا بیٹا ہے اور نہ اس کا باپ، اور نہ کوئی اس کا ہم پلہ ہے۔ پھر اسے چاہیے کہ اپنی دائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے پناہ مانگے۔''

لغوی مباحث

الخلق : ' خَلَقَ ' سے مصدر بطور اسم بھی آتا ہے۔ روایت کے مضمون سے واضح ہے کہ یہاں اس سے تمام مخلوقات مراد ہیں۔

الصمد: پناہ کی چٹان، وہ ذات جس کا سہارا لیا جاتا ہو۔

لیتفل: ' تَفَلَ ، يَتْفُلُ ' سے فعل امر غائب : وہ تھوک دے۔

وليستعذ: استعاذہ سے مراد شیطان کو دور کرنے میں معاونت کی طلب ہے۔

الرجیم:۔ فعیل کے وزن پر صفت کا صیغہ ہے۔ وہ جسے رسوا کر کے مار مار کر نکال دیا گیا ہو۔ یہ شیطان کے راندۂ درگاہ ایزدی ہونے کے باعث اس کی مستقل صفت ہے۔ تعوذ میں اس کا التزام اس لیے سکھایا گیا ہے تاکہ شیطان کا ملعون ہونا مستحضر رہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

متون

بخاری میں یہ روایت 'فمن خلق الله؟' کے سوال پر ختم ہوگئی ہے۔ مسلم کی روایت میں 'فإذا قالوا ذلك ' کے بجائے 'فمن وجد من ذلك شيء ' کے الفاظ ہیں اور اس وسوسے پر قابو پانے کے لیے سورۂ اخلاص کے مضامین کی جگہ محض اللہ پر ایمان کو دہرانے کی تلقین کی گئی ہے۔ ابوداؤد میں اس روایت کے دو متن روایت ہوئے ہیں۔ ایک متن بعینہٖ مسلم کا متن ہے۔ البتہ دوسرا متن وہی ہے جسے صاحبِ مشکوٰۃ نے منتخب کیا ہے۔ احمد نے بھی اسی روایت کو لیا ہے، جس میں سورۂ اخلاص کے مضامین نہیں ہیں۔ سنن کبریٰ میں 'لايزال الناس' کے موقع پر 'يوشك الناس أن يتساء لوا بينهم حتى يقول قائلهم ' کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ تمام متون معمولی فرق کے ساتھ ایک ہی مضمون کے حامل ہیں۔

معنی

اس روایت میں بنیادی طور پر ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں پیدا ہونے والے سوالات سے نمٹنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ ان سوالات سے عہدہ برآ ہونے کا جو طریقہ اس روایت میں تجویز کیا گیا ہے، اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ذاتِ باری کے بارے میں اٹھنے والے سوالات

شیطانی وسوسے کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ اس نوع کے سوالات کا کوئی تجزیہ کرنے اور انھیں حقیقی علمی سوالات مان کر ان کا جواب تلاش کرنے کے بجائے صرف ان سوالات کے نفس پر پڑنے والے مضر اثرات سے بچنے کا طریقہ تجویز کیا گیا ہے۔

اس طریقے کے دو اہم اجزا ہیں: ایک جزو وہ ہے جس میں سورۂ اخلاص کے مضامین کو اپنے مانے ہوئے اعتقادات کی حیثیت سے دہرانے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ اس کا تعلق ذہنی اطمینان سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات خالق و مالک ہے۔ اس کا اور مخلوقات کا تعلق خالق و مخلوق اور مالک و مملوک کا ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں یہ واضح شعور دیا گیا ہے کہ وہ ذات نہ کسی مخلوق کے لیے باپ کی حیثیت رکھتی ہے اور نہ کوئی اس سے پہلے ہے جسے اس کے باپ کی حیثیت حاصل ہوتا کہ انسانوں پر یہ ہمیشہ واضح رہے کہ تمام خلق عدم سے وجود پذیر ہوئی ہے۔ پھر یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ وہ اکیلی ذات ہے، اس کا کوئی ہم سر اور مثیل نہیں ہے تاکہ اسے مخلوقات ہی کی طرح کا وجود سمجھ کر اس کے بارے میں وہ سوالات پیدا نہ ہوں جو مخلوقات کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح ان معتقدات کی یاد اس نوع کے سوالات کی بے وقعتی کو ہمارے لیے واضح کر دیتی ہے۔ چنانچہ ہم ایمان کے بارے میں اپنے ذہنی اطمینان کو دوبارہ بحال کر لیتے ہیں۔ دوسرا جز استعاذہ سے متعلق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنی باگ اپنے پروردگار کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ شیاطین سے مقابلے کے لیے انسان اپنے پروردگار کی رحمت اور مدد کا محتاج ہے۔ یہ حقیقت اس کی زبان سے خدا کی پناہ میں جانے کی دعا کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس کے نتائج دو صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک طرف بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی پناہ میں چلا جاتا ہے۔ خدا کے فرشتے اس کی شیاطین کی دراندازیوں سے حفاظت کرنے لگ جاتے ہیں اور دوسری طرف اس کا نفس ریب و اضطراب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کو اس اطمینان سے کہیں گہرا اطمینان حاصل ہو جاتا ہے جو ایک ڈرے ہوئے بچے کو باپ کی آغوش میں حاصل ہوتا ہے۔

اس استعاذہ میں دعا کے ساتھ بائیں طرف تین بار تھوکنے کی ہدایت بھی دی گئی ہے۔ دعا میں شیطان کو رجیم قرار دے کر اس سے جس گریز اور نفرت کو ظاہر کیا گیا ہے، تھوکنے سے اس کی شدت کو نمایاں کرنا مقصود ہے۔ بائیں طرف تھوکنے کی ہدایت دائیں جانب کے اکرام کے باعث ہے۔ اس سے یہ قیاس کرنا درست نہیں ہے کہ شیطان بائیں طرف ہی سے حملہ کرتا ہے۔

قرآنِ مجید میں بھی شیطان کی دراندازیوں سے بچنے کے لیے استعاذہ ہی کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔ سورۂ

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

اعراف میں ہے: 'و اما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ باللّٰہ' (۷:۲۰۰) ''اگر تمھیں کوئی وسوسہ شیطانی لاحق ہونے لگے تو اللہ سے پناہ طلب کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت میں جس طریقے کی تعلیم دی ہے وہ اس عمل کو ایک جامع عمل بنا دیتا ہے۔''

کتابیات

بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ۴۔ مسلم، کتاب الایمان، باب ۶۰۔ ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب ۱۹۔ احمد، مسند انس بن مالک۔ السنن الکبریٰ، ج ۶، ص ۱۶۹۔ السنۃ لابن ابی عاصم، ج ۱، ص ۲۹۴۔ الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۳۰۷۔ عمل الیوم واللیلۃ، ج ۱، ۴۱۹۔ التمہید لابن عبدالبر، ج ۷، ص ۱۴۶۔

سوال پر اصرار

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

عن أنس رضی اللّٰه عنه قال : قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لن یبرح الناس یتساء لون ، حتی یقولوا : هذا اللّٰه خلق کل شیء ، فمن خلق اللّٰه عز و جل ؟ رواه البخاری. ولمسلم : قال : قال اللّٰه عز و جل : إن أمتك لا یزالون یقولون : ما کذا ؟ ما کذا ؟ حتی یقولوا : هذا اللّٰه خلق الخلق ، فمن خلق اللّٰه عز و جل ؟ .

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ سوال کرنے سے ہرگز باز نہیں آئیں گے۔ یہاں تک وہ یہ بھی پوچھیں گے کہ یہ اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے۔ یہ متن بخاری کا ہے۔ مسلم کی روایت کے مطابق حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تیری امت سوالات کرتی رہے گی: یہ کیسے ہے؟ یہ کیسے ہے؟ یہاں تک کہ وہ یہ کہہ دیں گے: یہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے

پیدا کیا ہے؟''

لغوی مباحث

لن یبرح: 'برح'، 'زال' کی طرح حرف نفی کے ساتھ دوام کے معنی میں آتا ہے۔ اور اس میں تسلسل کے ساتھ ساتھ لازماً واقع ہوتے رہنے کے معنی بھی پیدا ہو گئے ہیں۔

ما کذا ما کذا: یہ سوال سوالات کے تسلسل کو ظاہر کرنے کے لیے دہرایا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ سوال کئی بار سامنے آئے گا۔ یعنی شیطان بار بار نفسِ انسانی کو ذاتِ باری کے بارے میں وساوس میں مبتلا کرے گا۔

'ھذا اللّٰہ خلق کل شیء': اس جملے کی دو نحوی تراکیب ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ 'ھذا' کو مبتدا قرار دیا جائے اور لفظ جلالت کو خبر اور اس کے بعد واقع 'خلق کل شیء' کو مقدر 'قد' کے ساتھ حال لیا جائے۔ دوسری ترکیب میں مبتدا تو 'ھذا' ہی ہے۔ البتہ لفظ جلالت اس کا عطف بیان ہے اور 'خلق کل شیء'، 'ھذا' کی خبر۔ ہم نے سیاق و سباق کی روشنی میں اسی دوسری ترکیب کو ترجیح دی ہے۔

متون

یہ روایت سابقہ روایت ہی کا ایک دوسرا متن ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ روایت حضرت انس بن مالک کی نسبت سے بیان ہوئی ہے۔ اُس روایت میں جس سوال کا ذکر ہمیشہ پیدا ہوتے رہنے یا پوچھے جانے والے سوال کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ اِس روایت میں وہی سوال: ''لوگ اس سوال سے باز نہیں آئیں گے'' کے الفاظ کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

معنی

یہ روایت اپنے اسلوب کے اعتبار سے ایک خبر پر مشتمل ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان اس سوال سے دوچار ہوتے رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے۔ یہ شیطان کے کارگر ہتھیاروں میں سے ایک ہے کہ وہ اہلِ ایمان کو خدا کے بارے میں ریب و گمان میں مبتلا کر دے۔ دین پر عمل اور اس پر استقامت کے لیے اپنے ایمان پر کامل اطمینان بھی ایک ضروری امر ہے۔ لہٰذا شیطان کے اہداف میں سے ایک ہدف یہ بھی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ہے کہ وہ اہلِ ایمان کو اس طمانیت سے محروم کر دے۔ چنانچہ اس روایت میں اس سوال کے فتنے سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔

اس روایت سے متعلق دوسرے مباحث اوپر کی روایت میں زیر بحث آ چکے ہیں۔ لہٰذا ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔

کتابیات

بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ۴۔ الایمان لابن مندہ، ج ۱ ص ۴۸۳۔ الادب المفرد، ج ۱، ص ۴۳۷۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com